آخر درست کیا ہے؟

کیا اسلام صرف
خدمتِ خلق
کا نام ہے؟

کیا اسلام صرف خدمتِ خلق کا نام ہے؟

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطّاری*

آج کل لفظوں میں خیانت عام ہے کہ اچھے الفاظ، بُرے مقصد کے لئے بولے جاتے ہیں جیسے دینی تعلیمات سے بیزار لوگ "روشن خیالی" کا لفظ قرآن وحدیث کی تعلیمات کو تاریکی سمجھتے ہوئے اور اسلام مخالف طرزِ عمل کو روشنی قرار دیتے ہوئے بولتے ہیں حالانکہ یہ سراسر باطل ہے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ اس جملے کا ہے کہ "اسلام تو صرف خدمتِ خلق کا نام ہے۔" فی نفسہٖ خدمتِ خلق بہت عمدہ و اعلیٰ عمل ہے اور دینِ اسلام میں اس کی بہت اہمیت و فضیلت ہے۔ لوگوں کے ساتھ بھلائی، غریبوں کی مدد، یتیموں پر شفقت، مصیبت زدہ کی حاجت روائی اور مخلوقِ خدا کی پریشانیاں دُور کرنا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اعلیٰ درجے کی سنّت ہے اور قرآنِ مجید میں اِس عظیم کام کی بہت تاکید فرمائی گئی ہے لیکن علمِ دِین سے دور، عبادت سے غافل اور دِینی تعلیمات مسخ کرنے والے لوگ یہ جملہ اس مقصد کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ صرف خدمتِ خلق ضروری ہے اور بقیہ احکامِ دین مثلاً نماز، روزہ، حج و عمرہ، تلاوت و ذکر اور فکرِ آخرت کی کوئی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ ایسے لوگ عموماً انسانی حقوق وغیرہ کا لفظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں جبکہ عبادت کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ تو بندے اور خدا کا معاملہ ہے، خدا چاہے گا تو معاف فرمادے گا، لہٰذا اِن کی اتنی فکر کرنے اور ان کی طرف دعوت دینے کی حاجت نہیں بس انسانیت ہونی چاہئے انسانیت۔ بعض تو ایسے بے باک ہوتے ہیں کہ وہ اسلامی احکام کو بھی صرف خدمتِ خلق کا ذریعہ قرار دیتے اور کہتے ہیں کہ نماز تو صرف ڈسپلن سکھانے کے لئے ہے اور روزہ صرف بھوکوں سے ہمدردی کا احساس پیدا کرنے کے لئے ہے اور زکوٰۃ صرف غریبوں کی مدد کے لئے ہے وغیرہا حالانکہ یہ سب چیزیں دِین کی حکمتوں میں سے چند حکمتیں ضرور ہیں لیکن ایسا نہیں ہے کہ صرف یہی مقصود ہے بلکہ ان میں حکمِ الٰہی پر عمل، بندگی کا اظہار، خدا سے قلبی تعلق، رِضائے الٰہی کے لئے جان و مال و وقت کی قربانی، حکمِ الٰہی پر اپنی خواہش و محبت کو قربان کرنے کا جذبہ یہ سب چیزیں عبادت کے بنیادی مقاصد میں سے ہیں۔ ورنہ حج اور مَناسکِ حج یعنی احرام، طواف، وقوفِ مزدلفہ و عرفہ میں تو کوئی خدمتِ خلق نہیں تو یہ چیز تو عبادت سے ہی خارج ہو جانی چاہئے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ خدمتِ خلق کو عبادت و سنّت و سعادت ضرور جانا جائے لیکن سارا دِین اسی میں ڈھال کر دِین کی عمارت ڈھانے کی کوشش نہ کی جائے۔ دینِ اسلام کے احکام کی تفصیل کے متعلق حقیقی صورتِ حال یہ ہے کہ کچھ احکام پر عمل ضروری ہوتا ہے کہ انہیں چھوڑنے والا گناہگار ہے خواہ وہ بندہ سوئے بغیر چوبیس گھنٹے خدمتِ خلق میں لگا رہے اور یہ کام فرائض و واجبات کہلاتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہا۔ اسی کے قریب سنّتِ مؤکدہ کا معاملہ ہے جس کے چھوڑنے کی عادت بنانے والا گناہگار ہے۔ ان کے مقابل کچھ کام وہ ہیں جن سے بچنا ضروری ہے یہ حرام

* دارالافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

اور مکروہِ تحریمی کہلاتے ہیں جیسے زنا، چوری، سُود، ترکِ نماز وغیرہا اور ان سے نیچے سنّتِ موکّدہ چھوڑنے کا درجہ ہے۔ ان اَوامر و نَواہی (یعنی جنہیں لازمی کرنے یا لازمی چھوڑنے کا حکم ہے) کے علاوہ کثیر کام مستحب وغیرہ کے درجے میں آتے ہیں، ان میں مستحبات پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے لیکن چھوڑنے پر کوئی گناہ نہیں۔

اس تفصیل کے بعد عرض ہے کہ بندے کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے اوپر لازم تمام فرائض و واجبات کو ضرور ادا کرے اور تمام گناہوں سے بچے، پھر اس کے بعد اختیار ہے، چاہے تو تمام مستحبات پر عمل کرے یا جس مستحب میں اس کا دل زیادہ لگتا ہے یا اسے زیادہ پسند ہے یا اس کے مزاج کے قریب ہے اسے اختیار کرلے مثلاً کسی کو نماز میں زیادہ لطف آتا ہے تو چاہے وہ باقی سارا وقت نفل پڑھنے میں گزار دے اور اگر کسی کو تلاوتِ قراٰن میں بہت سُرُور ملتا ہے تو وہ تلاوتِ قراٰن میں مصروف رہے۔ جسے دُرود شریف سے بہت محبت ہے وہ دُرود شریف پڑھتا رہے۔ یہ سب آدمی کے اختیار پر ہے اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان اور بزرگانِ دین سے یہ سب طریقے مروی ہیں کہ کوئی نماز میں زیادہ مصروف رہا جبکہ کوئی تلاوت میں زیادہ معروف ہوا اور کسی کا معمول دُرود پڑھنا رہا اور کسی نے خود کو تعلیمِ دین میں مصروف رکھا۔ الغرض یہ سب مستحب عبادات میں اختیار کی صورتیں ہیں۔

یہی معاملہ خدمتِ خلق کا بھی ہے کہ ایک آدمی جب گناہوں سے بچتا ہے اور فرائض و واجبات کی پابندی کرتا ہے مثلاً نمازیں پوری پڑھتا ہے، رمضان کے روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے، حج فرض ہے تو وہ بھی کرتا ہے، حرام کمائی سُود، رشوت وغیرہا سے بچتا ہے اور اس کے ساتھ خدمتِ خلق کے ضروری احکام پورے کرتا ہے جیسے ماں باپ کی خدمت، بیوی بچوں اور رشتے داروں کے حقوق کی ادائیگی کرتا ہے لیکن اس کے بعد اس کا ذوق یہ ہے کہ وہ عام لوگوں کی بھلائی کے کام کرتا ہے مثلاً کسی کو مشکل میں دیکھا تو اس کی مشکل دُور کردی، کسی کے بچے کو نوکری چاہئے اس کے لئے مفت میں بھاگ دوڑ کی، کسی غریب کا پتا چلا، اس کی مدد کی یا اس نے کوئی ویلفیئر بنائی ہے اور اس میں فنڈ جمع کرکے غریبوں، یتیموں، بیواؤں پر، بچوں کی تعلیم اور غریب بچیوں کی شادی کروانے پر خرچ کرتا ہے تو یہ بہت عظیم کارِ ثواب، قراٰنی تعلیم وسنّت نبوی پر عمل اور بہترین اعمال میں سے ایک عمل ہے جیسے نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بہترین وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ نفع دینے والا ہے۔ (معجم اوسط، 6/58، حدیث: 5787)

لہٰذا اگر کوئی آدمی اللہ کی بندگی اور اس کے قُرب کے حصول کے لئے اسی راستے کو اپنائے تو یہ بھی بہت اچھا راستہ ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سیرت میں یہ چیز بکثرت نظر آئے گی کہ خلافت سنبھالنے کے بعد خدمتِ خلق کے کاموں میں یوں مصروف رہے کہ عبادت و ریاضت سب اپنی جگہ جاری رکھی، جیسے حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ راتوں کو مدینے کی گلیوں میں چکر لگا کر اہلِ مدینہ کے احوال دیکھتے تھے کہ کوئی مشکل میں تو نہیں۔ آپ ہی کا واقعہ ہے کہ ایک عورت کو مشکل میں دیکھا تو اپنے کندھے پر اناج کی بوری لاد کر اس کے پاس پہنچ گئے، خود کھانا پکا کر اس کے بچوں کو کھلایا اور وہیں بیٹھے رہے۔ فرمایا: میں نے ان کو بھوک سے روتے دیکھا تھا اب اپنی آنکھوں سے ہنستے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ خدمتِ خلق ہی تو تھی۔ لہٰذا خدمتِ خلق کے کام اپنی بنیاد کے اعتبار سے اچھے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیّت سے کرے تو ثواب بھی ملے گا لیکن عبادت، نماز، تلاوت، خدمتِ مسجد کے کاموں کی اہمیت گھٹانے کے لئے یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ دِین صرف خدمتِ خلق کا نام ہے اور جو خدمتِ خلق میں مصروف ہے اس کو دوسرے احکام پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایسے لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے دِین کی وُسعت اور تمام پہلوؤں کو سمجھ نہیں پاتے اس لئے غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں۔